بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ✦ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

رجسٹرڈ نمبر اے ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

برائے خطبہ نمبر ۱۵

فون ۴۴۹

جلد ۳۸/۷۳ | اتوار ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ ؛ ۱۰ احسان ۱۳۶۳ ہش ؛ ۱۰ جون ۱۹۸۴ء | نمبر ۱۳۳

اخبار احمدیہ

ربوہ ۹ احسان / جون حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

"عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔"

احباب کرام توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولائے کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں اور فضلوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ایمان افروز حدیث

البیت الاقصیٰ میں محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد کا خطبہ جمعہ

ربوہ ۸ احسان / جون۔ آج یہاں البیت الاقصیٰ میں نماز جمعہ محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔

مولانا نے اپنے خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک نہایت ہی اہم اور پر اثر حدیث سنائی جو ماہِ رمضان میں قرآن کریم کا درس دینے والی ایک ایسی جماعت کے بارے میں ہے جو دورِ ابتلاء کا شکار ہے اور لوگوں کے غیظ و غضب اور نفرت کا مورد بنی ہوئی ہے۔ اس حدیث کو سن کر احباب جماعت کے ایمانوں میں ایک نئی تازگی اور گراں قدر استحکام پیدا ہوا اور ان کی گریہ وزاری میں ایک نئی شدت پیدا ہوئی۔ مولانا موصوف نے اس خطبہ میں کہا:-

اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ میں ماہِ رمضان کے ذکر میں فرماتا ہے:-

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ"

مفسرین نے بالعموم اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ رمضان میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا تھا۔ ان معنوں کی رو سے جہاں قرآن کریم کا ایک تاریخی پہلو سامنے آتا ہے وہاں اس کا حسین مفہوم یہ بنتا ہے کہ رمضان کے اندر ایسی جذبی تاثیرات پائی جاتی تھیں کہ وہ قرآن کریم کے نزول کے لئے محرک ٹھہریں اور پھر رمضان اور قرآن کریم کا باہمی گہرا تعلق بھی اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔

مولانا نے کہا کہ قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے تفسیر صغیر میں اس آیت کا یہ ترجمہ تحریر فرمایا ہے کہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم نازل کیا گیا گویا رمضان کو اہمیت اور عظمت دینے والا قرآن کریم کو قرار دیا ہے۔

انھوں نے کہا کہ بہر حال کسی بھی ترجمے یا مفہوم کو پیش نظر رکھا جائے اور یہ بات ہر رنگ میں نمایاں ہے کہ قرآن کریم اور رمضان کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور یہ گہرا تعلق تقاضا کرتا ہے کہ رمضان کے مبارک ایام میں قرآن کریم کی طرف معمول سے زیادہ توجہ دی جائے۔ چنانچہ احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام ہر سال رمضان میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کا دور مکمل کروایا کرتے تھے۔ پھر رمضان کے ایام میں عام معمولات بھی اس نوعیت کے ہوتے ہیں کہ جن سے رمضان کے دنوں میں قرآن کریم کی طرف طبائع زیادہ متوجہ ہوتی ہیں۔ مثلاً" اول یہ کہ رمضان کے دنوں میں ہر شخص کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرے اور اس کے معارف پر غور و فکر کرے۔

دوم تراویح کی نماز میں بھی بالعموم یہ کوشش ہوتی ہے کہ قرآن کریم زیادہ سے زیادہ سنا یا اور سنا جا سکے۔

مولانا نے جماعت احمدیہ کے ایک پرانے دینی معمول کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک لمبے عرصہ سے ہماری جماعت میں یہ معمول چلا آرہا ہے کہ رمضان کے ایام میں ہر جگہ قرآن کریم کے خصوصی درسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے اور جماعت کے مرد و زن دلی شوق اور للہی جذبہ سے ان درسوں میں شامل ہوتے اور قرآنی انوار سے اپنے قلوب کو منور کرتے ہیں۔ اس قسم کے اجتماعی درسوں کا انتظام کرنے میں جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے افضلیت حاصل ہے۔ لیکن آج اس اجتماعی درس کے بارہ میں جس نہایت ایمان افروز امر کا ذکر کرنا مقصود ہے وہ مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بیان شدہ حدیث ہے جو صحیح مسلم اور کنز العمال میں درج ہے۔ یہ حدیث اپنے الفاظ کے اعتبار سے اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ یہ حدیث اپنے اندر ایک پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہے اور اس کا تعلق ایک ایسی قوم سے بیان کیا گیا ہے جو اضطراب اور گھبراہٹ سے دوچار ہوگی۔ دوسروں کے غیظ و غضب کا مورد اور زمینی اسباب حفاظت سے محروم ہوگی اور لوگوں میں حقارت اور نفرت اور ذلت کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا جائے گا۔

ایسی قوم کے بارہ میں حضرت سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

"مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ۔"

اس حدیث نبویؐ کا مفہوم یہ ہے کہ اس حدیث میں ایک قوم اور اس کے اجتماعی کردار کی طرف اشارہ ہے۔ فرد کی بابت ذکر نہیں جیسے فرمایا (مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ) مسجد یا مساجد کی بجائے بیت اور بیوت اللہ کے الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں جو حکمت سے خالی نہیں۔ جیسے فرمایا (فِي بَيْتٍ مِنْ

(۵) بُيُوتِ اللّٰهِ) اللہ کے گھروں میں جب ایسی قوم کے لوگ جمع ہو کر تلاوت کتاب اللہ اور اس کے درس کا اہتمام کریں تو ان کے اس عمل کے نتیجہ میں اس قوم کو جو برکات ملیں گی۔ وہ اس قوم کی واضح نشاندہی کر دیتی ہیں۔ مثلاً:-

(الف) نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ یعنی ان پر سکینت نازل ہوگی (گویا اضطراب اور گھبراہٹ کے عالم میں وہ قوم سکینت کی محتاج ہوگی)

(ب) غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ اللہ تعالیٰ کی رحمت انہیں ڈھانپ لے گی (اس میں دوسروں کے قہر اور غیظ و غضب سے محفوظ ہو جانے کی طرف اشارہ ہے)

(ج) حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ یعنی فرشتے ان کو اپنے احاطہ اور پناہ میں لے لیں گے (گویا ان کی حفاظت زمینی ذرائع سے نہیں بلکہ آسمانی اسباب سے ہوگی) (باقی صفحہ ۵ پر)

● ربوہ۔ ۸ جون / احسان۔ آج یہاں البیت الاقصیٰ میں قریباً مہینہ بھر کے تعطل کے بعد خواتین نے بھی نماز جمعہ ادا کی۔

خواتین اور دیگر احباب کو آواز پہنچانے کے لئے اس دفعہ ایک نیا انتظام یہ کیا گیا کہ خطیب یعنی مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد خطبے کا ایک جملہ پڑھتے اور البیت کے تینوں حصوں میں کھڑے ہوئے تین احباب یہ جملہ بآواز بلند دوہراتے۔ یہ تین احباب کرام مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب، مکرم مولوی مبشر احمد کاہلوں صاحب اور مکرم ناصر نذیر احمد ظفر صاحب تھے۔ اس انتظام سے لاؤڈ سپیکر نہ ہونے کا تدارک ہو گیا اور آواز اوپر عورتوں کی گیلری تک اور البیت کے تمام کونوں میں بڑی اچھی طرح پہنچ گئی۔

● محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ فضل عمر ہسپتال ربوہ جگر کی خرابی کی وجہ سے چند روز سے علیل ہیں۔ احباب کرام کی خدمت میں محترمہ ڈاکٹر صاحبہ کی جلد اور مکمل شفایابی کے لئے عاجزانہ دعاؤں کی درخواست ہے

پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ۔ قیمت ۵۰ پیسے

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

۱۰ احسان ۱۳۶۳ ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قبولیتِ اعمال کی ایک ظاہری علامت

ہر چند کہ ایمان لانے کے بعد اعمال صالحہ کا بجالانا ضروری ہے کیونکہ اعمال صالحہ کے بغیر ایمان متحقق نہیں ہوتا لیکن محض اعمال صالحہ کا بجالانا بھی اپنی جگہ کافی نہیں ہوتا بلکہ ضروری ہوتا ہے کہ جو اعمال صالحہ بجالائے جائیں وہ عنداللہ مقبول قرار پائیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کی اپنی غفلت اور کوتاہی یا ناسمجھی کی وجہ سے اعمال حبط بھی ہو جاتے ہیں اور ظاہری طور پر نیک اعمال بجالانے کے باوجود انسان اپنے آپ کو ثواب کی بجائے عذاب کا مستحق بنا رہا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اُن خرابیوں کا ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے اعمال حبط ہو جاتے ہیں۔ ان خرابیوں کی وجہ سے انسان نیک اعمال بھی بجالا رہا ہوتا ہے اور ساتھ کے ساتھ انہیں ضائع بھی کر رہا ہوتا ہے۔ ان خرابیوں سے عجب و پندار، تکبر، خود پسندی، خود بینی، خود آرائی، ریاء، شہرت طلبی، دوسروں کی دل آزاری اور حقوق العباد کے اتلاف کی مختلف صورتیں شامل ہیں۔ ایک اور خرابی جس کی وجہ سے سابقہ قوموں اور امتوں کے اعمال حبط ہوتے رہے یہ تھی اور ہے کہ لوگ اپنے آبائی مسلک کی ہیچ اور جھوٹی عزت کی خاطر ان اہل اللہ کو جنہیں خدا تعالیٰ نے ان کی اصلاح اور ہدایت و راہ نمائی کیلئے بھیجا ان کا تمسخر اڑاتے اور انہیں اذیتیں پہنچاتے رہے۔ وہ اسے بہت بڑی نیکی سمجھ کر ایسا کرتے تھے۔ وہ جو نیک اعمال بھی بجالاتے تھے وہ ان کی اس خرابی کی وجہ سے حبط ہو جاتے تھے اور وہ نیک اعمال بجالانے کے باوجود اپنے آپ کو ثواب کی بجائے عذاب کا مستحق بنا رہے ہوتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسی تمام نافرمان قوموں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝

(الکہف آیات ۱۰۶، ۱۰۷)

ترجمہ: ان لوگوں کے تمام اعمال گر کر (اسی دنیا میں) رہ گئے ہیں چنانچہ ہم قیامت کے دن ان (اعمال) کو کچھ بھی وقعت نہیں دیں گے۔ یہ ان کا بدلہ (یعنی) جہنم اس وجہ سے ہوگا کہ انہوں نے کفر کا طریق اختیار کیا اور میرے نشانوں اور میرے رسولوں کو ہنسی کا نشانہ بنایا

الغرض کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر چند کہ اعمال صالحہ کا بجالانا ازبس ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر ایمان متحقق نہیں ہوتا لیکن اعمال کی بجا آوری اس وقت ہی مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے۔ جب وہ اعمال اللہ تعالیٰ کی جناب میں مقبول ٹھہریں۔ جو اعمال خدا کی نگاہ میں مقبول قرار نہ پائیں وہ حبط ہو جاتے ہیں۔ ان کا کوئی نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا بلکہ وہ سزا کا مستحق بنانے کا موجب بن جاتے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ ہم جو نیک اعمال بجالا رہے ہیں وہ عنداللہ قبولیت کے لائق ہیں یا نہیں؟ جہاں تک قبولیتِ اعمال کا تعلق ہے اس کا حقیقی علم تو خدا تعالیٰ ہی کو ہوتا ہے کوئی انسان حتمی طور پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ جو نیک اعمال بجالا رہا ہے وہ خدا تعالیٰ کی جناب میں قبول بھی ہو رہے ہیں۔ البتہ بعض قرائن اور آثار ایسے ضرور ہوتے ہیں جن سے کسی حد تک یہ اطمینان ہو سکتا ہے کہ ہمارے نیک اعمال خدا تعالیٰ اگر چاہے گا تو اپنے فضل سے قبول فرمالے گا۔ ان قرائن اور آثار میں سے ایک اہم بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نیک عمل کا ایک طبعی اثر مقرر کر رکھا ہے۔ اگر نیک اعمال بجالانے اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگنے کے نتیجہ میں اعمال کا طبعی اثر انسان کی ذات پر ظاہر ہو رہا ہے اور وہ پہلے کی نسبت دن بدن ایک نیا انسان بنتا جا رہا ہے اور اس کے خیالات و افکار اور رویہ میں پاک تبدیلی آرہی ہے تو امید کی جاسکتی ہے کہ اس کے نیک اعمال جنابِ الٰہی میں مقبول قرار پائیں گے اور اجرِ عظیم پر منتج ہوں گے۔ برخلاف اس کے اگر نیک اعمال بجالانے کے باوجود انسان کی ذات پر ان کا کوئی طبعی اثر ظاہر نہیں ہوتا اور اس کے افکار و خیالات اور رویوں میں کوئی پاک تبدیلی رونما نہیں ہوتی اور وہ پہلے ہی کی طرح نافرمانی کے طریق پر گامزن رہتا ہے تو پھر کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ اس کے ظاہری نیک اعمال عنداللہ قبولیت کا درجہ پائیں گے۔

مثال کے طور پر نماز کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ بے حیائی اور ہر قسم کی بُرائیوں سے روکتی ہے۔ اگر ایک شخص باقاعدگی سے نماز تو پڑھتا ہے اور اس کے باوجود بے حیائی اور بُری باتوں کے ارتکاب سے باز نہیں آتا اور دوسروں کے حقوق غصب کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا تو یہ کیونکر باور کیا جاسکتا ہے کہ اس کی نمازیں قبولیت کا درجہ پائیں گی۔ ایسے انسان کا شمار تو ان نمازیوں میں ہوگا جن پر خود اللہ تعالیٰ نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

(الماعون آیات ۵ تا ۸)

ترجمہ: اور ان نمازیوں کے لئے بھی ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں۔ اور جو لوگ صرف دکھاوے سے کام لیتے ہیں اور وہ اپنے گھر کے معمولی سامان تک دینے سے (اپنے نفسوں کو اور دوسروں کو) روکتے رہتے ہیں۔

اسی طرح رمضان کے روزوں کی علتِ غائی اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ یعنی یہ کہ ان کے نتیجہ میں تم تقویٰ کی راہ پر گامزن ہو کر صحیح معنوں میں متقی بنو۔ اب اگر کچھ لوگ بڑے اہتمام سے روزے تو رکھتے ہیں لیکن ان میں تقویٰ اختیار کرنے کی طرف کوئی میلان پیدا نہیں ہوتا اور روزے رکھنے کے باوجود اتلاف حقوق میں منہمک رہتے ہیں تو ان کے روزے جنابِ الٰہی میں کیسے مقبول قرار پاسکتے ہیں۔ ان کا شمار تو ان لوگوں میں ہی ہوگا جن کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ (بخاری)

ترجمہ: جو شخص (روزہ کی حالت میں) جھوٹ بولنا اور بُرا کام کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

پس اعمال کی قبولیت کے آثار و قرائن میں یہ بات بھی شامل ہے کہ نیک اعمال کے طبعی اثرات کے تحت اعمال بجالانے والے میں کس حد تک پاک تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ اسی لئے سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے اس امر کو واضح کرتے ہوئے کہ قبولیت اعمال سے مراد کیا ہے فرمایا ہے:۔

"عبادات کی قبولیت کیا ہے اور اس سے مراد کیا ہے؟ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ نماز قبول ہو گئی ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ نماز کے اثرات اور برکات نماز پڑھنے والوں پر پیدا ہو گئے ہیں۔ جب تک وہ برکات اور اثرات پیدا نہ ہوں، اس وقت نری ٹکریں ہی ہیں اس نماز یا روزہ سے کیا فائدہ ہوگا کہ اس نے مسجد میں نماز پڑھی اور وہیں کسی دوسرے کی شکایت یا گلہ کر دیا یا رات کو چوری کر لی کسی کے مال یا امانت میں خیانت کر لی، کسی کی شان پر جو خدا تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے بخل یا حسد کی وجہ سے حملہ کر دیا، کسی کی آبرو پر حملہ کر دیا۔ غرض اس قسم کے عیبوں اور بُرائیوں میں اگر مبتلا کا مبتلا رہا تو تم ہی بتاؤ اس نے نماز نے اس کو کیا فائدہ پہنچایا۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۷۶)

روزہ

کمالاتِ روحانیہ کے حصول کا ذریعہ

از سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نور اللہ مرقدہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم میں ارشاد ہے:- يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ - (البقرہ: ۱۸۴)

ترجمہ:- اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔ جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

آیت بالا کی تفسیر میں قدرتِ ثانیہ کے مظہر ثانی سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - اے مومنو! تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزے رکھنے اسی طرح فرض کیے گئے ہیں جس طرح پہلی امتوں پر روزے رکھنے فرض کئے گئے تھے۔

دنیا میں بعض تکلیفیں ایسی ہوتی ہیں جو منفرد ہوتی ہیں۔ اکیلے انسان پر آتی ہیں اور وہ ان سے گھبراتا ہے - شکوہ کرتا ہے کہ میں ان تکالیف کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن بعض تکلیفیں ایسی ہوتی ہیں جن میں سارے لوگ شریک ہوتے ہیں ان تکالیف پر جب کوئی انسان گھبراتا یا شکوہ کا اظہار کرتا ہے تو لوگ اسے یہ کہہ کر تسلی دیا کرتے ہیں کہ میاں یہ دن سب پر آتے ہیں - اور کوئی شخص یہ امید نہیں کر سکتا کہ وہ ان تکلیفوں سے بچ جائے - مثلاً موت ہے - موت ہر انسان پر آتی ہے - دنیا میں کوئی احمق سے احمق انسان بھی ایسا نہیں مل سکتا جو کہے کہ میں کوشش کر رہا ہوں کہ مجھ پر موت نہ آئے - موت اس پر ضرور آئے گی چاہے جلدی آجائے یا دیر میں پس

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

کہہ کر خدا تعالیٰ نے ..... اس طرف توجہ دلائی ہے کہ روزے ایسی نیکی - ثواب اور قربانی ہیں جن میں سارے ہی ادیان شریک ہیں اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس حکم کو پورا کیا ہے۔ پھر کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہ نیکی اور تقویٰ جس کے حصول کے لیے ساری قومیں کوشش کر رہی ہیں تم اس سے بچنے کی کوشش کرو۔ اگر یہ کوئی نیا حکم ہوتا اگر روزے صرف تم پر ہی فرض ہوتے تو تم دوسرے لوگوں سے کہہ سکتے تھے کہ تم نے کیا جانا تم نے تو اس کا مزہ ہی نہیں چکھا۔ لیکن وہ لوگ جو اس دروازہ میں سے گزر چکے ہیں۔ اور جو اس بوجھ کو اٹھا چکے ہیں انہیں تم کیا جواب دو گے لازماً ..... حجت انہی احکام میں ہو سکتی ہے جو پہلی قوموں کو بھی دیئے گئے اور انہوں نے ان احکام کو پورا کیا۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - اے مسلمانو! تم ہوشیار ہو جاؤ۔ ہم تم پر روزے فرض کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی تمہیں بتا دیتے ہیں کہ روزے پہلی قوموں پر بھی فرض کئے گئے تھے۔ اور انہوں نے اس حکم کو اپنی طاقت کے مطابق پورا کیا تھا۔ اگر تم اس حکم کو پورا کرنے میں سستی دکھاؤ گے تو وہ قومیں تم پر اعتراض کریں گی۔ اور کہیں گی کہ ہمیں بھی خدا تعالیٰ نے روزوں کا حکم دیا تھا اور ہم نے اسے پورا کیا۔ اب تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں تو تم اس حکم کو صحیح طور پر ادا نہیں کر رہے۔ غرض مسلمانوں کی غیرت اور ہمت بڑھانے کے لیے یہ کہا گیا ہے کہ روزے صرف تم پر ہی فرض نہیں کئے گئے بلکہ پہلی قوموں پر بھی فرض کئے گئے تھے۔ اور ان قوموں نے اپنی طاقت کے مطابق اس حکم کو پورا کیا تھا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ روزوں کی شکل میں اختلاف تھا اور وہ اختلاف آج تک نظر آتا ہے۔ کہیں اس قسم کے روزے ہوا کرتے تھے جنہیں وصال کہتے ہیں کہ درمیان میں سحری نہ کھانا۔ اس قسم کے روزوں میں صرف شام کے وقت روزہ کشائی کی جاتی اور دوسری سحری نہ کھا کر متواتر آٹھ پہر روزہ رکھا جاتا۔

کہیں ایسے روزے ہوتے کہ روزہ کشائی بھی نہ ہوتی اور تین تین چار چار پانچ پانچ دن متواتر روزہ رکھا جاتا۔ ایسے روزے بھی پائے جاتے ہیں جن میں لوگوں کو ہلکی غذا کھانے کی اجازت دی گئی ہے مگر ٹھوس غذاؤں سے منع کیا گیا ہے۔ جیسے ہندوؤں یا عیسائیوں میں روزے ہوتے ہیں۔

ہندوؤں کے روزوں کے متعلق تو عام طور پر مشہور ہے کہ ان کا روزہ یہ ہوتا ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز نہیں کھانی۔ اس کے علاوہ اگر وہ کئی سیر آم کیلے اور نارنگیوں وغیرہ کھا جائیں تو ان کے روزہ میں فرق نہیں آتا۔ روٹی اور سالن کو چھوڑ کر باقی جو چیز چاہیں کھالیں۔

پھر اس سے بھی آسان روزے رومن کیتھولک عیسائیوں میں پائے جاتے ہیں۔ آخر انہوں نے بھی کسی مذہبی روایت کی بنا پر ہی یہ روزے رکھنے شروع کئے ہوں گے یا کسی حواری سے کوئی بات پہنچی ہوگی۔ ان کا روزہ یہ ہوتا ہے کہ گوشت نہیں کھانا۔ اگر وہ آلو ابال کر یا کدو کا بھرتہ بنا کر اس کے ساتھ روٹی کھالیں تو ان کا روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ اگر گوشت کی بوٹی ان کے معدہ میں چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ پس روزوں کے متعلق بھی مختلف اقوام میں اختلاف پائے جاتے ہیں۔ اور اپنے اپنے زمانہ میں ان احکام میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں بھی پوشیدہ ہوں گی مثلاً جو قومیں کثرت سے گوشت کھانے والی ہوں وہ اُن اخلاق سے رفتہ رفتہ محروم ہو جاتی ہیں جو سبزی کے استعمال کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی اخلاقی اصلاح کے لیے اور انہیں یہ بتانے کے لیے کہ سبزی بھی غذا میں ضروری ہوتی ہے اگر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دے دیا ہو کہ ہفتہ میں کم از کم ایک دن تم پر ایسا آنا چاہیئے جب تم گوشت نہ کھاؤ۔ تو یہ نہایت پُر حکمت روزہ ہو جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں (قرآن) نے ہماری غذا کے متعلق یہ ایک عام حکم دے دیا ہے کہ گوشت بھی کھاؤ اور سبزیاں بھی کھاؤ۔ آگ پر پکی ہوئی چیزیں بھی استعمال کرو۔ اور جنہیں آگ نے نہ چھوا ہو وہ بھی استعمال کرو۔ غرض ہماری غذا میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی احتیاطیں جمع کر دی ہیں۔ لیکن پہلی قوموں کے لیے ممکن ہے اس قسم کی احتیاطیں ناقابلِ برداشت پابندیاں ہوں۔ اور ان کے اخلاق کی اصلاح کے لئے اس قسم کے روزے تجویز کئے گئے ہوں۔ مثلاً وہ قومیں جو جنگلی ہوتی ہیں اور جن کا شکار پر گذارہ ہوتا ہے وہ ایک عرصہ تک گوشت کھانے کی وجہ سے ایسے اخلاق سے عاری ہو جاتی ہیں جو سبزی کھانے کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیدیا گیا ہو کہ وہ ہفتہ میں ایک دن گوشت کھانا چھوڑ دیں تو یقیناً یہ روزہ ان کے لیے بہت مفید تھا۔ پس پہلی قوموں میں روزے تو تھے مگر شکل وہ نہ تھی جو دین حق میں ہے - پس كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ میں جو مشابہت پہلے لوگوں کے ساتھ بیان کی گئی ہے وہ کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے نہیں بلکہ صرف فرضیت کے لحاظ سے ہے۔ یعنی كَمَا كُتِبَ سے یہ مراد نہیں کہ وہ ویسے ہی روزے رکھتے تھے جیسے مسلمان رکھتے ہیں۔ یا اتنے ہی روزے رکھتے تھے جتنے مسلمان رکھتے تھے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان پر بھی روزے فرض تھے۔ اور تم پر بھی فرض کئے گئے ہیں گویا صرف فرضیت میں مشابہت ہے نہ کہ تفصیلات میں چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں "روزہ" کے ماتحت لکھا ہے۔

IT WOULD BE DIFFICULT TO NAME ANY RELIGIOUS SYSTEM OF ANY DESCRIPTION IN WHICH IT IS WHOLLY UNRECOGNISED -

یعنی دنیا کا کوئی باقاعدہ مذہب ایسا نہیں جس میں روزہ کا حکم نہ ملتا ہو۔ بلکہ ہر مذہب میں روزوں کا حکم موجود ہے۔

چنانچہ اس بارہ میں سب سے پہلے ہم یہودی مذہب کو دیکھتے ہیں تورات میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پر گئے تو انہوں نے چالیس دن رات کا روزہ رکھا اور ان ایام میں انہوں نے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"سو وہ (یعنی موسیٰ) چالیس دن اور چالیس رات وہیں خداوند کے پاس رہا اور نہ روٹی کھائی - نہ پانی پیا"

(خروج باب ۳۴ آیت ۲۸)

اسی طرح احبار باب ۱۶ آیت ۲۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ساتویں مہینہ کی دسویں تاریخ کو ایک روزہ رکھنا یہود کے لیے ضروری قرار دیا گیا تھا۔ چنانچہ بنی اسرائیل ہمیشہ یہ روزے رکھتے رہے اور انبیاء بنی اسرائیل بھی اس کی تاکید کرتے رہے۔ زبور میں حضرت داؤدؑ فرماتے ہیں:-

"میں نے تو ان کی بیماری میں جب وہ بیمار تھے ٹاٹ اوڑھا اور روزے رکھ رکھ کر اپنی جان کو دکھ دیا"

(زبور باب ۳۵ آیت ۱۳)

یسعیاہ نبی فرماتے ہیں:-

"دیکھو تم اس مقصد سے روزہ رکھتے ہو کہ جھگڑا کرو اور شرارت کے مکے مارو پس اب تم اس طرح کا روزہ نہیں رکھتے ہو کہ تمہاری آواز عالمِ بالا پر سنی جائے"

(یسعیاہ باب ۵۸ آیت ۴)

دانی ایل فرماتے ہیں:-

"میں نے خداوند خدا کی طرف رُخ کیا اور میں منت اور مناجات کرکے اور روزہ رکھ کر اور ٹاٹ اوڑھ کر اور راکھ پر بیٹھ کر اس کا طالب ہوا"

(دانی ایل باب ۹ آیت ۳)

یوایل نبی فرماتے ہیں:-

"خداوند کا روزِ عظیم نہایت خوفناک ہے - کون اس کی برداشت کر سکتا ہے لیکن خداوند فرماتا ہے اب بھی پورے دل سے اور روزہ رکھ کر اور گریہ وزاری و ماتم کرتے ہوئے میری طرف رجوع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لاؤ اور اپنے کپڑوں کو نہیں بلکہ دلوں کو چاک کرکے خداوند اپنے خدا کی طرف متوجہ ہو۔ کیونکہ وہ رحیم و مہربان قہر کرنے میں دھیما اور شفقت میں غنی ہے اور عذاب نازل کرنے سے باز رہتا ہے۔

(یوایل باب ۲ آیت ۱۱ تا ۱۳)

یہودیت کے بعد عیسائیت کو دیکھا جائے تو اس میں بھی روزوں کا ثبوت ملتا ہے چنانچہ حضرت مسیحؑ کے متعلق انجیل بتاتی ہے کہ انہوں نے چالیس دن اور چالیس رات کا روزہ رکھا تھا۔ متی میں لکھا ہے:۔

"اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کرکے آخر کو اُسے بھوک لگی۔"

(متی باب ۴ آیت ۲)

اسی طرح حضرت مسیحؑ نے اپنے حواریوں کو ہدایت دی کہ:۔

"جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اُداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ ان کو روزہ دار جانیں۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور منہ دھو تاکہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے تجھے روزہ دار جانے۔ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا۔" (متی باب ۶ آیت ۱۶ تا ۱۸)

اسی طرح ایک دفعہ جب حواری ایک بدروح کو نہ نکال سکے تو

"اس کے شاگردوں نے تنہائی میں اس سے پوچھا کہ ہم اسے کیوں نہ نکال سکے تو اس نے ان سے کہا کہ یہ قسم دعا اور روزہ کے سوا کسی اور طرح نہیں نکل سکتی۔"

(مرقس باب ۹ آیت ۲۸ تا ۲۹)

(یہ آیت موجودہ اناجیل میں سے نکال دی گئی ہے)

بدروح نکالنا حواریوں کی ایک اصطلاح تھی۔ وہ بیماریوں اور مختلف قسم کی خرابیوں کو دیو کہا کرتے تھے اور حضرت مسیحؑ ناصری کے پاس آکر درخواست کیا کرتے تھے کہ یہ دیو نکال دیں۔ ان کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ یہ بیماریاں یا خاص قسم کی دماغی خرابیاں دور کر دی جائیں اس قسم کے بعض بیمار تھے جن کا حضرت مسیحؑ ناصری نے علاج کیا اور وہ اچھے ہو گئے۔ اور جب ایک موقعہ پر حواری ایک بدروح کو نہ نکال سکے تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ دیو روزوں اور دعاؤں کے بغیر نہیں نکلتے۔ یعنی کمالاتِ روحانیہ کا حصول روزوں اور دعاؤں کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ وہ مسیحؑ ناصری جنہوں نے یہ کہا تھا کہ بڑی بڑی بیماریاں روزوں اور دعاؤں کے بغیر نہیں نکل سکتیں۔ انہی کی امت آج روزوں سے اتنی بے خبر ہے اور وہ اتنا کھاتے ہیں کہ شاید ایشیائی ہفتہ بھر میں بھی اتنا نہیں کھاتے جتنا وہ ایک دن میں کھا جاتے ہیں۔ پس انہوں نے روزہ کیا رکھنا ہے وہ تو روزوں کے قریب بھی نہیں جاتے۔ سال بھر میں صرف تین دن ایسے ہوتے ہیں جن میں وہ روزہ رکھتے ہیں۔ لیکن ہندوؤں کی طرح جیسے وہ روزہ میں صرف چولہے کی پکی ہوئی چیز نہیں کھاتے۔ مثلاً وہ پھلکا نہیں کھائیں گے لیکن دودھ دو دو سیر پی جائیں گے۔ عیسائی بھی صرف چند چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں باقی سب کچھ کھاتے رہتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ روزے ہو گئے۔ حالانکہ حضرت مسیحؑ یہودیوں میں سے تھے اور یہودیوں میں روزہ بڑا مکمل ہوتا ہے۔ اور پھر حضرت مسیحؑ خود مانتے ہیں کہ کئی قسم کے دیو یعنی روحانی یا جسمانی بیماریاں ایسی ہیں جو روزہ رکھنے والے کی دعا سے دور ہوتی ہیں اس کے بغیر نہیں ہوتیں۔

یہودیت اور عیسائیت کے بعد ہندو مذہب کو دیکھا جائے تو ان میں بھی کئی قسم کے برت پائے جاتے ہیں اور ہر قسم کے برت کے متعلق الگ الگ شرائط اور قیود ہیں جن کا تفصیلی ذکر ان کی کتاب "دھرم سندھو" میں پایا جاتا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں بھی ہندو اور جین مت کے روزوں کا ذکر کیا گیا ہے اور زرتشتی مذہب کے متعلق بھی لکھا ہے کہ کنفیوشس نے اپنے پیروؤں کو روزے رکھنے کی تلقین کی تھی۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۹ زیر لفظ Fasting)

غرض روزہ روحانی ترقی کا ایک ایسا ذریعہ ہے جو تمام مذاہب میں مشترک طور پر نظر آتا ہے اور تمام اُمتیں روزوں سے برکتیں حاصل کرتی رہی ہیں۔

.....

... بہرحال مذاہب کی ایک لمبی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے جس کی اہمیت مذہبی دنیا میں ہمیشہ تسلیم کی جاتی رہی ہے مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ جس صورت اور جس شکل میں (دینِ حق) نے اس کو پیش کیا ہے وہ باقی مذاہب سے نرالی ہے۔ اس میں روزوں کی یہ صورت ہے کہ ہر بالغ عاقل کو برابر ایک مہینہ کے روزے رکھنے کا حکم ہے سوائے اس صورت کے کہ کوئی شخص بیمار ہو یا اُسے بیماری کا یقین ہو یا سفر پر ہو یا بالکل بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہو۔ ایسے لوگ جو بیمار ہوں یا سفر پر ہوں ان کے لیے حکم ہے کہ وہ دوسرے اوقات میں روزہ رکھیں۔ اور جو بالکل معذور ہو گئے ہوں ان کے لیے کوئی روزہ نہیں۔

روزہ کی صورت یہ ہے کہ پو پھٹنے سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک انسان کوئی چیز نہ کھائے نہ پیئے نہ کم نہ زیادہ اور نہ مخصوص تعلقات کی طرف توجہ کرے۔ پو پھٹنے سے پہلے وہ کھانا کھالے تاکہ اس کے جسم پر غیر معمولی بوجھ نہ پڑے۔ اور غروبِ آفتاب پر روزہ افطار کر دے۔ صرف شام کو ہی کھانا کھا کر متواتر روزے رکھنا شریعت نے ناپسند کیا ہے۔

اس جگہ کَمَا کُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ کے متعلق ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ صرف کسی قوم میں کسی رواج کا پایا جانا یا پہلوں میں کسی دستور کا ہونا اس امر کی دلیل نہیں ہو سکتا کہ آئندہ نسلیں بھی ضرور اس کا لحاظ رکھیں بیسیوں باتیں ایسی ہیں۔ جو پہلے لوگوں میں موجود تھیں۔ لیکن دراصل وہ غلط تھیں۔ اور بیسیوں باتیں ایسی ہیں جو آج لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔ حالانکہ وہ بھی غلط ہیں پس محض اس وجہ سے کہ پہلی قومیں کوئی عبادت کرتی رہی ہیں یہ نتیجہ نکالنا کہ آئندہ بھی وہ کی جائے صحیح نہیں۔ قرآن کریم نے اس اعتراض کے وزن کو قبول کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلی اُمتوں میں روزہ کا وجود اس کی فضیلت کی کوئی دلیل ہے بلکہ اس کے صرف یہ معنے ہیں کہ تم پر یہ کوئی زائد بوجھ نہیں ڈالا گیا بلکہ پہلوں پر بھی یہ بوجھ ڈالا گیا تھا۔ پس یہ روزوں کی فضیلت کی دلیل نہیں بلکہ روزوں کی اہمیت کی دلیل ہے روزوں کی فضیلت اور اُس کے فوائد پر لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے الفاظ میں روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ روزے تم پر اس لیے فرض کئے گئے ہیں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم بچ جاؤ۔ اس کے کئی معنے ہو سکتے ہیں مثلاً ایک معنیٰ تو یہی ہیں کہ ہم نے تم پر اس لیے روزے فرض کئے ہیں تاکہ تم ان قوموں کے اعتراضوں سے بچ جاؤ جو روزے رکھتی رہی ہیں۔ جو بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کرتی رہی ہیں۔ جو موسم کی شدت کو برداشت کرکے خدا تعالیٰ کو خوش کرتی رہی ہیں اگر تم روزے نہیں رکھو گے تو وہ کہیں گی تمہارا دعوےٰ ہے کہ ہم باقی قوموں سے روحانیت میں بڑھ کر ہیں لیکن وہ تقویٰ تم میں نہیں جو دوسری قوموں میں پایا جاتا تھا غرض اگر اسلام میں روزے نہ ہوتے تو باقی مسلمان دوسری قوموں کے سامنے ہدفِ ملامت بنے رہتے عیسائی کہتے۔ یہ بھی کوئی مذہب ہے اس میں روزے تو ہیں ہی نہیں جن سے قلوب کی صفائی ہوتی ہے جن کے ساتھ روحانی ساکھ بیٹھتی ہے جن کے ذریعہ انسان بدی سے بچتا ہے۔ یہودی کہتے کہ ہم نے سینکڑوں سال روزے رکھے لیکن ان میں روزے نہیں۔ اسی طرح زرتشتی ہندو اور دوسری سب قومیں کہتیں۔ یہ بھی کوئی مذہب ہے اس میں روزے نہیں۔ ہم روزے رکھتے ہیں اور اسی طرح خدا تعالیٰ کو خوش کرتے ہیں۔ غرض ساری دنیا ان کے مقابلہ میں آجاتی اور کہتی ان میں روزے کیوں نہیں۔ پس فرمایا۔ اے مسلمانو! ہم تم پر روزے فرض کرتے ہیں۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم دشمن کے اعتراضات سے بچ جاؤ۔ اگر اسلام میں روزہ نہ ہوتا یا تم روزے نہ رکھتے تو غیر مذاہب والے تم پر جائز طور پر اعتراض کرتے اور تم ان کی نگاہوں میں حقیر ہو جاتے۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ میں دوسرا اشارہ اس امر کی طرف کیا گیا ہے کہ اس ذریعہ سے خدا تعالیٰ روزہ دار کا محافظ ہو جاتا ہے کیونکہ اِتِّقَاء کے معنے ہیں ڈھال بنانا۔ وقایہ بنانا۔ نجات کا ذریعہ بنانا۔ پس اس آیت کے معنے یہ ہوئے کہ تم پر روزے رکھنے اس لیے فرض کئے گئے ہیں تاکہ تم خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنا لو اور ہر شے سے اور ہر خیر کے فقدان سے محفوظ رہو۔ ضعف دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسان کو کوئی شر پہنچ جائے اور دوسرے یہ کہ کوئی نیکی اس کے ہاتھ سے جاتی رہے۔ جیسے کسی کو کوئی مار بیٹھے تو یہ بھی ایک شر ہے اور یہ بھی شر ہے کہ کسی کے ماں باپ اس سے ناراض ہو جائیں۔ حالانکہ اگر کسی کے والدین ناراض ہو کر اس کے گھر سے نکل جائیں تو بظاہر اس کا کوئی نقصان نظر نہیں آتا۔ بلکہ ان کے کھانے کا خرچ بچ سکتا ہے۔ لیکن ماں باپ کی رضامندی ایک خیر اور برکت ہے اور جب وہ ناراض ہو جائیں تو انسان ایک خیر سے محروم ہو جاتا ہے۔ اِتِّقَاء ان دونوں باتوں پر دلالت کرتا ہے اور متقی وہ ہے جسے ہر قسم کی خیر مل جائے اور وہ ہر قسم کی ذلت اور شر سے محفوظ رہے۔

اس سے آگے پھر شر کا دائرہ بھی ہر کام کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص گاڑی میں سفر کر رہا ہے۔ تو اس کا شر سے محفوظ رہنا یہی ہے کہ اُسے کوئی حادثہ پیش نہ آئے۔ اور وہ بحفاظت منزلِ مقصود پر پہنچ جائے۔ اسی طرح روزے کے سلسلہ میں بھی ایسے ہی خیر و شر مراد ہو سکتے ہیں جن کا روزے سے تعلق ہو۔ روزہ ایک دینی مسئلہ ہے۔ باایں لحاظ صحتِ انسانی دنیوی امور سے بھی کسی حد تک تعلق رکھتا ہے۔ پس لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے یہ معنے ہوئے کہ تاکہ تم دینی اور دنیوی شرور سے محفوظ رہو۔ دینی خیر و برکت تمہارے ہاتھ سے نہ جاتی رہے یا تمہاری صحت کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ کیونکہ بعض دفعہ روزے کئی قسم کے امراض سے نجات دلانے کا بھی موجب ہو جاتے ہیں۔

آج کل کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ بڑھاپا یا ضعف آتے ہی اس وجہ سے ہیں کہ انسان کے جسم میں زائد مواد جمع ہو جاتے ہیں اور ان سے بیماری یا موت پیدا ہوتی ہے بعض نادان تو اس خیال میں اس حد تک ترقی کر گئے ہیں کہ کہتے ہیں۔ جس دن ہم زائد مواد کو فنا کرنے میں کامیاب ہو گئے اس دن موت بھی دنیا سے اٹھ جائیگی۔ یہ خیال اگرچہ احمقانہ ہے تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تھکان اور کمزوری وغیرہ جسم میں زائد مواد جمع ہونے ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور روزہ اس کے لیے بہت مفید ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں جب روزے رکھے جائیں تو دورانِ رمضان میں بے شک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے۔ مگر رمضان کے بعد جسم میں ایک نئی قوت اور تر و تازگی کا احساس ہونے لگتا ہے۔ یہ فائدہ تو صحتِ جسمانی کے لحاظ سے ہے مگر روحانی لحاظ سے اس کا یہ فائدہ ہے کہ جو لوگ روزے رکھتے ہیں خدا تعالیٰ ان کی حفاظت کا وعدہ کرتا ہے۔ اسی لیے روزوں کے ذکر کے بعد خدا تعالیٰ نے دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور ان کی دعاؤں کو سنتا ہوں۔

پس روزے خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی چیز ہیں اور روزے رکھنے والا خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنا لیتا ہے جو اُسے ہر قسم کے دکھوں اور شرور سے محفوظ رکھتا ہے۔

پھر روزے کے ذریعہ دُکھوں سے انسان اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طرح بھی بچتا ہے کہ (۱) جب وہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے لیے تکلیف میں ڈالتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے گناہوں کی سزا سے اُسے بچا لیتا ہے۔ (۲) جب وہ فاقے رہ کر بھوک کی تکلیف محسوس کرتا ہے تو اپنے غریب بھائیوں کی خبر گیری کرتا ہے اور ان کا ہلاکت سے بچنا خود اسے بھی ہلاکت سے بچا لیتا ہے۔ کیونکہ بعض افرادِ قوم کے بچنے سے آخر ساری قوم کو فائدہ پہنچتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے دنوں میں بہت کثرت سے صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ احادیث میں آتا ہے کہ رمضان کے دنوں میں آپ تیز چلنے والی آندھی کی طرح صدقہ کیا کرتے تھے۔ اور درحقیقت یہ قومی ترقی کا ایک بہت بڑا گُر ہے کہ انسان اپنی چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ تمام قسم کی تباہیاں اُسی وقت آتی ہیں جب کسی قوم کے افراد میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ان کی چیزیں انہی کی ہیں دوسروں کا ان میں کوئی حق نہیں اور ان سے فائدہ اٹھانے کا حق انہی کو ہے جن کو وہ چیزیں دی گئی ہیں۔ دنیا کے نظام کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ میری چیز دوسرا استعمال کرے۔ اور رمضان اس کی عادت ڈالتا ہے۔ روپیہ ہمارا ہے کھانے پینے کی چیزیں ہماری ہیں۔ مگر حکم یہ ہے کہ دوسروں کو ان سے فائدہ پہنچاؤ۔ اور کھلاؤ۔ کیونکہ اس سے دنیا کے تمدن کی بنیاد قائم ہوتی ہے پھر روزوں کے ذریعہ انسان ہلاکت سے اس طرح بھی محفوظ رہتا ہے کہ روزے انسان کے اندر مشقت برداشت کرنے کا مادہ پیدا کرتے ہیں۔ اور جو لوگ ہر قسم کی مشقت برداشت کرنے کے عادی ہوں وہ مشکلات کے آنے پر ہمت نہیں ہارتے بلکہ دلیری سے ان کا مقابلہ کرتے اور کامیابی حاصل کرتے ہیں

(تفسیر کبیر سورہ بقرہ صفحہ ۲۷۰ تا صفحہ ۲۷۶)

(باقی)

بقیہ خطبہ جمعہ (صفحہ اوّل)

(ح) ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں ان کا ذکر محبت اور عزت سے کرے گا۔ (اگرچہ اہلِ زمین کی نگاہ میں وہ قوم کتنی ہی قابلِ نفرت ہو اور ذلت کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا جاتا ہو)

مولانا سلطان محمود صاحب انور نے بتایا کہ کتاب اللہ کی ایسی عظیم برکات کے حصول کے لئے ہی درس القرآن کا اہتمام کیا جاتا رہا۔ لیکن امسال چونکہ درس القرآن کے لئے لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی اجازت نہیں ملی اس لئے احباب کی سہولت کا خاطر ربوہ میں چار جگہوں پر درس القرآن کا انتظام کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں نجنہ اماء اللہ کی طرف سے بھی محلہ جات میں متعدد مراکز پر درس القرآن کا انتظام ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ درس القرآن کے ان مراکز سے پوری طرح استفادہ کی کوشش کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے جن غیر معمولی برکات کا تذکرہ حدیث میں آپ سن چکے ہیں ان برکات کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے عاجز بندے جب دنیا سے دھتکارے ہوئے اللہ کی پناہ لینے کی خاطر اللہ ہی کے گھروں میں جمع ہو جائیں اور وہاں اللہ کی کتاب کی تلاوت اور درس ان کی روحوں کی غذا ہو تو پھر اللہ کی رحمت اور سکینت کا نزول اور فرشتوں کی حفاظت اس قوم کا مقدر بن جاتی ہے۔ اور وہ اس امر سے بے نیاز ہو جاتے ہیں کہ اہلِ زمین انہیں کن الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا تذکرہ آسمان پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت اور فخر سے کیا جاتا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا ایک فرمان بھی اس ارشادِ نبوی کی ترجمانی کرتا ہے جس میں آپ نے فرمایا:۔

"جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔"

مولانا موصوف نے خطبہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ وہ ہمیں رمضان کے ان مبارک ایام میں اپنے قرب سے نوازے، اپنی حفاظت میں لے لے اور اپنی بارگاہ میں ہماری عزت و سرخروئی کے سامان محض اپنے فضل سے کر دے۔ (آمین) دعاؤں کے ان مبارک ایام میں احباب اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور کامیاب مراجعت کے لئے بھی دردِ دل سے دعائیں کرتے رہیں۔

احبابِ جماعت کے نام

حضرت امامِ جماعت احمدیہ کا محبت بھرا سلام

محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کے نام حضور ایدہ اللہ کا مکتوب گرامی

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ایڈیشنل ناظرِ اعلیٰ کو ایک مکتوب محررہ ۳۰-۵-۱۳۶۳/۱۹۸۴ میں احباب جماعت کے نام سلام بھجواتے ہوئے فرمایا:۔

"میری طرف سے سلسلہ کے تمام کارکنوں کو خواہ مستقل ہوں یا رضا کار، ربوہ میں ہوں یا ربوہ سے باہر اور تمام احباب جماعت کو میرے دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا محبت بھرا سلام پہنچا دیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ سب کے حق میں میری دردناک دعائیں مقبول ہو رہی ہیں۔ اللہ کے کچھ فضل کو تو آپ نازل ہوتا دیکھ رہے ہیں لیکن جو ابھی پردۂ اخفاء میں ہیں ان کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو اپنی حفاظت میں رکھے اور اپنی غیر معمولی اور معجزانہ تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین!

نجنہ اماء اللہ سری لنکا کی مستعدی

خدا تعالیٰ کے فضل سے نجنہ اماء اللہ بیرون پاکستان تحریک جدید کے مالی جہاد میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ سری لنکا کی نجنہ کی ۳۱ ممبرات نے اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ۳۴۴/- ملکی روپیہ کے وعدے بھجوائے ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے غیر معمولی فضلوں سے نوازے اور بیش از بیش قربانیوں کی توفیق دیتا چلا جائے۔

(وکیل المال (ثانی) تحریک جدید)

ضروری اعلان

بعض احباب کو شکایت ہے کہ ان کو الفضل کا پرچہ باقاعدگی سے نہیں مل رہا۔ اس سلسلہ میں دفتر الفضل نے پی ایم جی لاہور پی ایم جی پشاور اور پی۔ ایم جی کراچی کو تاریں بھی دی ہیں۔ ایسے احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی شکایات کی اطلاع اپنے شہر کے پوسٹ ماسٹر صاحب کو بھی کر دیا کریں۔

اس سلسلہ میں جملہ امراء صاحبان اور صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ازراہ کرم احباب سے مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(منیجر الفضل ربوہ)

فطرانہ و عید فنڈ

احباب جماعت فطرانہ پانچ روپیہ فی کس اور عید فنڈ حسب حیثیت ادا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیارے بیٹے شمس ضیاء ندیم کی یاد میں

(منصور احمد نشکانی - کوٹ قیصرانی ڈی جی خان)

ہونہار اکلوتے بیٹے کی جدائی..... ایسے بیٹے کی جدائی جو اپنے امی ابو کا فرمانبردار اور بہنوں کے لئے سراپا پیار ہو..... شمع احمدیت کا پروانہ میرا بیٹا شمس ضیاء ندیم دن ہو یا رات اندھیری ہو یا طوفان گرمی ہو یا سردی ہر لمحہ دین کی خدمت کے لئے کمربستہ رہتا۔ رات کے پچھلے پہر صلِّ علیٰ کا پروگرام ہو! دن چڑھے وقار عمل ہو! یا کوئی اجلاس ہو میرا بچہ سب سے آگے ہوتا... ..... ابھی تھوڑا عرصہ گذرا لجنہ اماء اللہ کوٹ قیصرانی کی تنظیم نو ہوئی۔ والدہ شمس ضیاء ندیم کو سیکرٹری مال کے فرائض سونپے گئے لیکن سچ تو یہ ہے کہ ماں سے بڑھ کر بیٹے نے یہ خدمات سرانجام دیں۔

شرم و حیا کا پیکر شمس ضیاء ندیم کم سنی کے باوجود کسی کے گھر نہیں جاتا تھا۔ لیکن جب جماعتی کاموں کی بات ہوتی تو شمس ایک ایک گھر میں تین تین مرتبہ جانے سے بھی گریز نہیں کرتا تھا۔

اکلوتا بیٹا ہونے کے ناطے بڑے ناز و نعم سے پرورش ہوئی۔ گھر میں ہم شمس کو کبھی کوئی کام نہیں بتاتے تھے لیکن جب وقار عمل ہوتا تو شمس وہی کام لیتا جو سب سے مشکل ہوتا۔ شمس کے ہم عمر مجلس کے اطفال نے بتایا کہ تقریباً ہر ہفتہ ماحول کی صفائی کے لئے وقار عمل ہوتا تو ہر طفل کی یہ کوشش ہوتی کہ اُسے احاطہ البیت سے باہر ملحقہ گلی میں صفائی کے لئے نہ جانا پڑے لیکن شمس ندیم بغیر کسی تردد کے خود ہی بازار کی سمت گلی میں صفائی شروع کر دیتا اور قریباً ہر وقار عمل میں پیارا شمس البیت اور ملحقہ گلی کو صاف کرتا۔

پیارے شمس کے ایک غیر از جماعت کلاس فیلو بچے نے بتایا کہ جب کبھی کلاس میں احمدیت کے بارے میں کوئی غلط قسم کی بات کرتا۔ تو شمس فوراً اس کا جواب دیتا۔ لیکن اگر وہ لڑکا اپنی بات کا تکرار کرتا تو شمس سے رہا نہ جاتا اور وہ طفلانہ جذباتیت کے تحت لڑنے کو تیار ہو جاتا۔

شمس نے اپنے کمرے کی الماری کو تالا لگا رکھا تھا ہم میں سے کسی کو بھی یہ الماری کھولنے کی اجازت نہ تھی۔ اب جو قفل اُتارا گیا تو بڑی ترتیب کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کا گراں بہا خزانہ سجا ہوا پایا۔

ایک طرف مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی شائع کردہ بچوں کی کتب کا سیٹ۔ دوسری طرف شمس ضیاء ندیم کے نام آنے والا شمس کا سب سے پیارا رسالہ "تشحیذ الاذہان" اور کچھ درسی کتب جن میں جگہ جگہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کے پاکیزہ اشعار لکھے ہوئے ہیں۔ درمیان میں حضرت اقدس کی چند معروف تالیفات درثمین، کلام محمود اور سلسلہ کا دوسرا اصلاحی تربیتی لٹریچر بڑے قرینے کے ساتھ رکھا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ وہ مضامین جو اطفال اور خدام کے مختلف اجلاسات میں عزیزم نے پڑھے تھے وہ بھی سنبھال رکھے تھے۔

خاکسار کے نانا جان مرحوم و مغفور مکرم حضرت حکیم ابو احمد محمد خان صاحب مولوی فاضل سابق صدر جماعت احمدیہ کوٹ قیصرانی کی تربیت اور دعاؤں کا اثر ہے کہ ہمارے ہر چھوٹے بڑے کی زبان پہ احمدیت کا تذکرہ رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک احمدیت کو دل و جان سے قیمتی متاع جانتا ہے۔ یہی جذبہ خدا تعالیٰ نے شمس ضیاء ندیم کو بھی ودیعت کیا تھا اور اس کی بہت سی مثالیں شمس کی زندگی سے دی جا سکتی ہیں۔ لیکن میں یہاں پیارے بیٹے کی علالت کے ابتدائی ایام کا واقعہ بیان کروں گا۔

شمس کی پہلے پہل کھانسی سے صحت خراب ہوئی تو ایک ڈاکٹر کے پاس لے گئے اپنی باری کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ ساتھ ہی سیٹ پر موجود جوان سے گفتگو شروع ہو گئی باتوں ہی باتوں میں شمس اس سے کہنے لگا ساتھ والا کلینک ہمارے اپنے ڈاکٹر صاحب کا ہے۔ وہ کھلتا تو ہم ادھر نہ آتے۔ اسی کلینک کا ڈسپنسر ساتھ ہی کھڑا تھا۔ شمس سے کہنے لگا "وہ تو مرزائی ڈاکٹر ہے" شمس نے بڑے جوش سے کہا مرزائی کیا ہے؟" میں بھی احمدی ہوں وہ بھی احمدی ہیں" واپس گھر آ کر کہنے لگا کہ اب میں اس کلینک پہ دوائی لینے تو نہیں جاؤں گا۔ کل سے ان لوگوں کو حق بات پہنچانے جاؤں گا ادھر صحت کی کمزوری اور نقاہت کا یہ عالم کہ چند قدم چلنا بھی مشکل ہے ادھر احمدیت کے لئے ایسا جذبہ اور جنون کہ بیماری کی شدت کا احساس بھی نہ رہا۔

ایسی پیاری اور دل میں اترنے والی صفات کے حامل بیٹے کی جدائی تو دل پہ بہت گراں ہے۔ مگر یہ ہمارے خدا تعالیٰ کی رضا تھی اس لئے ہم بس یہی کہیں گے۔

سب بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

پیارا شمس ضیاء ندیم بلڈ کینسر میں مبتلا تھا اور اٹھائیس دن کی شدید علالت کے بعد ۳ ستمبر ۱۹۸۳ء اپنے پیارے خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گیا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

وفات کے وقت شمس کی عمر چودہ سال ۶ ماہ تھی اور وہ دسویں جماعت کے ہونہار طالب علم تھے۔

شمس کی وفات کے دو روز بعد پانچ تاریخ کو میرے چھوٹے بھانجے عزیزم سعد قادر نے (جو ابھی نرسری میں پڑھتا ہے) صبح اُٹھتے ہی اپنی مبشر خواب سنائی۔ کہنے لگا رات بھائی جان شمس ہمارے گھر آئے۔ اور یہ کہتے ہوئے ہم بچوں میں مٹھائی تقسیم کی کہ میں پاس ہو گیا ہوں۔

سبحان اللہ!

کس قدر سرعت سے میرے پیارے شمس نے خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے سندِ کامیابی پائی!

دعا ہے اللہ تعالیٰ عزیزم کی مغفرت فرمائے اور اس کے درجات بلند کرتا چلا جائے اور محض اپنے فضل سے عزیز کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

دُعائے مغفرت

خاکسار کی پھوپھی محترمہ سیدہ مہدی حسین اہلیہ محترم سید علی بن عبدالقادر صاحب ایڈووکیٹ آف لاہور (جو حضرت میر مہدی حسین صاحب موحّ کی بیٹی تھیں) مورخہ ۶ جون ۱۹۸۴ء بروز بدھ تقریباً ساڑھے پانچ بجے صبح فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ کی عمر ۶۲ سال تھی۔ اسی دن نماز عصر کے بعد مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم صاحبزادہ صاحب موصوف نے دعا کروائی۔

مرحومہ سید عبدالغفور مرحوم (لاہور) اور سید محمد باقر خوشنویس (ربوہ) اور سید عبدالباسط مرحوم کی چھوٹی ہمشیرہ تھیں

احباب کی خدمت میں مرحومہ کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی درخواست ہے نیز دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ (سید عبدالسلام باسط دارالنصر غربی ربوہ)

ایک ضروری گزارش

خاکسار کا ارادہ ہے کہ والد محترم حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب گوہر مرحوم کے کچھ حالات زندگی اور ان کے منظوم کلام کا انتخاب شائع کروں۔ جن احباب کو ان کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوں وہ قلمبند کر کے خاکسار کو درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔ اس کے علاوہ ان کی زندگی یا کلام کے بارے میں اپنے تاثرات بھی ارسال فرمائیں۔ بہت ممنون ہوں گا۔ جو حالات بیان کئے جائیں وہ ذاتی مشاہدات یا مستند روایت پر مبنی ہوں۔

(حبیب اللہ خان سابق پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ ۳۲/۶ دارالرحمت شرقی ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل نہ ملنے کی شکایات:

کچھ عرصہ سے متعدد احباب کو شکایت پیدا ہو رہی ہے کہ ان کو اخبار "الفضل" کا پرچہ بذریعہ ڈاک باقاعدگی سے نہیں مل رہا اور بعض کو کچھ عرصہ سے سرے سے مل ہی نہیں رہا۔

خاکسار نے مکرم پی۔ ایم۔ جی صاحب کراچی۔ لاہور۔ پشاور اور پوسٹ ماسٹر صاحب حیدرآباد وغیرہ کو تاریں دے کر توجہ دلائی ہے۔ امید ہے ذمہ دار افسران اس بارے میں توجہ فرما کر شکایات کو جلد از جلد دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ ربوہ سے بذریعہ ڈاک تمام خریداروں کی خدمت میں پرچہ باقاعدگی سے بھجوایا جا رہا ہے۔

بعض پرچے ہمیں ڈاک سے واپس مل رہے ہیں۔ جن احباب کو پرچہ نہ ملتا ہو تو وہ متعلقہ ڈاک خانہ کے افسران سے رابطہ قائم کریں اور ہمیں بھی بذریعہ خط اطلاع دیں۔

(خاکسار۔ منیجر "الفضل" ربوہ)

VIDEO VISION
Hi Fi اسٹیریو ویڈیو اور رنگین ٹیلی ویژن سروس سینٹر
فلپس اور جاپانی ٹیلی ویژن
کی فوری ہوم سروس کے لئے رابطہ کریں
مرزا شاہد احمد، فون نمبر 682556
سالہا سال کا وسیع تجربہ برائے
فلپس
ہوم سروس اور ورکشاپ
754/9 دستگیر سوسائٹی کراچی (نزد وہاج کلینک)

جدید فیشن کے مطابق
- سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات اور
- چاندی کے خوشنما برتن ٹی سیٹ وغیرہ کیلئے
فرحت علی جیولرز
فون ۵۲۶۲۳ ۶۳۸۵۱
کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائد اعظم
لاہور

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
ھو الناصر
کراچی میں
معیاری سونے کے معیاری زیورات خریدنے اور بنوانے کیلئے تشریف لائیں
الرؤف جیولرز
فون نمبر ۶۱۷۰۶۹
۱۶ ★ خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری، شمالی ناظم آباد:
کراچی

ٹیلکس SI. LPK 4341
ملز ۲۷۹۴۶ ۴۱۵۵۰
آفس ۲۲۴۸۳ ۲۷۶۱۶
سفینہ انڈسٹریز لمیٹڈ
امپورٹر۔ ایکسپورٹر
مقبول روڈ فیصل آباد
سفینہ بوسکی پرنٹ، فلیٹ رنگدار
ڈبل جارجٹ پرنٹ، فیروز روڈ پرنٹ
پردہ کلاتھ، پاپلین، لون، وائل،
جاذب نظر، دیدہ زیب، ہر گھر کی پسند
آفس منڈی گلی ریلبازار فیصل آباد

کراچی میں
حضرت حکیم نظام جان مرحوم کے
مشہور دواخانہ گوجرانوالہ
کی مفید اور مجرب دوائیں
مکرم شوکت منہاس ۱۷ سوئٹ ہوم لینڈ
ماڈل کالونی کراچی ۲۷ سے حاصل کی جا سکتی ہیں

ہمیں بھی خدمت کا موقع دیں
یہاں پر ہر قسم کی گرل، کھڑکیاں، گیٹ،
چارپائیاں، شیڈ، دروازے اور شٹر کے تسلی بخش
کام کے لئے ہم سے رجوع فرمائیں:
انصاف سٹیل ڈیکوریٹڈ ورکس
اقصیٰ چوک ربوہ: پروپرائٹر: اعجاز احمد

جدید فیشن کے مطابق
سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات وغیرہ کے لئے
نیو پاک جیولرز
فون نمبر
رہائش:- ۴۱۰۹۷۴ ۴۱۸۶۴۶
۴۱۸۶۴۵
۱۰ شادمان کالونی لاہور
- ۱۱۱ - فیروزپور روڈ نزد گلیکسی سینما اچھرہ لاہور
- ۱۲ - ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور۔
پروپرائٹر
میاں عظیم قادر اینڈ سنز

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد دکھی عورتوں کیلئے
پُرامید واحد علاجگاہ
حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دکھی مخلوق کی خدمت میں مصروف
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ
فون ربوہ ۵۵۸
فون: ۷۳۹۹۷
اقصیٰ چوک ربوہ پوسٹ بکس ۲۲۲۰

خوبصورت اور مضبوط دانت

- جدید ترین طریقہ سے بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں۔
- ٹیڑھے اور بدصورت دانت خوبصورت کئے جاتے ہیں
- دانتوں کو ٹھنڈا پانی لگنا یا درد ہونے کا فوری علاج کیا جاتا ہے۔

شریف ڈنٹل کلینک

نزد بیت اقصیٰ ربوہ فون نمبر ۵۴۳

نظر اور دھوپ کی عینکوں کیلئے شبیر آپٹیکل سروس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الشفیق ریفریجریشن سروس

کالج روڈ بالمقابل جامعہ احمدیہ ربوہ فون 492

ربوہ کی واحد ریفریجریشن سروس جہاں تجربہ کار اور کوالیفائیڈ ٹیکنیشن، ریفریجریٹرز، ایئر کنڈیشنرز اور ڈیپ فریزرز کی قابل اعتماد مرمت نہایت احتیاط اور دیانتداری سے جدید آلات کے ساتھ مناسب ریٹ پر سالہا سال سے کر رہے ہیں۔ نیز کمرشل پلانٹس کا کام بھی تسلی بخش کیا جاتا ہے۔ دکان کا فون خراب ہونے کی صورت میں فون نمبر 592 (الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر) پر اطلاع دیں!

ہر قسم کی عمارتی لکڑی

دیودار۔ کیل۔ چیل۔ پٹرل

کے لئے:

ہمارے ہاں رجوع فرمائیں

سٹار ٹمبر سٹور

۵۳ فیروزپور روڈ بالمقابل تھانہ اچھرہ لاہور فون ۴۱۰۶۱۷

عید

کی خوشیوں کو دوبالا کرنے کے لئے ایک بار پھر ہم نئے، دیدہ زیب و دلکش ڈیزائنوں کے ساتھ عنقریب حاضر ہو رہے ہیں۔

کچھ روز انتظار فرمائیے!

پک اینڈ پے

شاپنگ سنٹر: کالج روڈ۔ ربوہ

جاپان سے کاروبار کے متمنی حضرات متوجہ ہوں

- جاپان سے دنیا کے ہر ملک میں اشیاء اور - ری کنڈیشنڈ کاروں کی امپورٹ ایکسپورٹ کیلئے

ہماری خدمات حاضر ہیں

Minochan CORPORATION

3-12-2-101 SHIMOMEGURO MEGURO-KU

Cable:- MINOCHANN TOKYO | TOKYO-153 - JAPAN

رہائشی منصوبہ نزد بیت الاقصیٰ ربوہ

مجید ٹاؤن

باقاعدہ منظور شدہ ہر نقص سے پاک

چوہدری عبدالمجید وڑائچ ایڈووکیٹ

فیکٹری ایریا۔ ربوہ

سرمہ طفیل ۱ روپے کوس ۳ شیشی

عرق نور ۲۰/- روپے بمعہ ڈبی

مفید معدہ ۶/- ۱۲/-

اکسیر کثرت پیشاب چھوٹی ۱۵/- بڑی شیشی ۲۵/-

حب بواسیر قیمت ۸۴ گولی ۲۸/-

بیوٹی سقوف ۱۵/-

جوب اکسیر اٹھرا ۳۶ روپے

جوب صندلین ۶/۵۰ روپے

اکسیر تبخیر معدہ ۲۵/- روپے

اکسیر کھانسی و نزلہ سیرپ ۶/۵۰ روپے

ہاضمینا سیرپ ۵/۵۰ روپے

بذریعہ ڈاک منگوانے کا انتظام تفصیلی لٹریچر مفت حاصل کریں صحیح تشخیص ہمدردانہ مشورہ۔ مرض مریض کی نبض دیکھ کر بتائی جاتی ہے اور فیس نہیں لی جاتی۔

دواخانہ حکیم محمد طفیل ربوہ (سابق صدر طبیہ کمیٹی تحصیل چنیوٹ) معرفت کوٹھی کلاتھ ہاؤس اندرون گلی گولبازار ربوہ

شالوں کی مشہور دوکان

الفردوس شال ہاؤس

۸۵ انارکلی۔ لاہور

الفردوس

شال ہاؤس لاہور

فون:

گھر: 53703

دوکان: 32448

ھو الناصر

اعلیٰ معیار کے زیورات خریدنے اور بنوانے کیلئے

الکریم جیولرز

ایئر کنڈیشنڈ

فون: ۶۸۵۵۱۱

بازار فیصل

کریم آباد (چورنگی) کراچی ۱۹ پروپرائٹر: میاں عبداللطیف شاہ کوٹی اینڈ سنز

خدمت کی راہوں پر رواں دواں: دیرینہ علوم

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون: ۷۴۸۴۴

بالمقابل ایوان محمود، ربوہ، فون: ۶۳۸

۷۱۔ سویٹ ہوم لینڈ ماڈل کالونی کراچی ۲۷ ☆ چوکسیر کا ضلع سیالکوٹ

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ

زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید جانشین و فرزند حضرت حکیم نظام جان

ہو چکا ہے:

آپ کو معلوم ہو کہ

ہمارے دواخانہ

میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز

کا نام اب: